OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
April-June-2024
Vol: 9, Issue: 34
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

اصطلاح حکمت کے قریب المعنی قرآنی اصطلاح "الحلم": تفسیری مطالعہ

Qurani Term of al- Ḥilm Closest to al- Ḥikma: Exegesis Study

Irfan Qaisar
Ph.D Islamic Studies (NUML, Islamabad), Allama Iqbal Open University, Islamabad: irfan.qaisar@aiou.edu.pk
Ali Shan
Idara Siraat Ul Quran, Shah Khawar Town, Bhatta Chowk Lahore Cantt: ranaalishn@gmil.com

DOI:https://doi.org/10.54692/abh.2024.09342188

Abstract

The Holy Quran is a book of wisdom. And it has vast knowledge of wisdom within itself. Al-Hikma is an important term of the Holy Quran which is used in different places in the Holy Quran. It has different connotations and meanings depending on the context. Similarly, there are some terms in the Holy Qur'an whose meanings show that these various terms are a part of wisdom and an attribute of it. In terms of its broad meaning, the term al-Hikma has the status of a whole and some special Qur'anic terms are its components or parts or attributes. It would be more appropriate to say that Allah gives a person complete wisdom and someone is given partial wisdom. By this, we mean to find these special Quranic terms or Quranic attributes. One of these attributes is the attribute of al-Hilm. And this is also close to wisdom in terms of meaning and definition. A person in whom this attribute is found is as if he is given an attribute of wisdom, i.e. he becomes the owner of a part of wisdom. And this ownership is only given by Allah. In this research paper, it has been explained that the attributes of wisdom are found within the term al-Hilm. And the term al-Halim in the Qur'an is relative and connotated to the Qurani Term of al-Hikma.

Keywords: Wisdom, Term of Quran, al-Hilm, al-Hikma, Quranic attributes

قرآن کریم حکمت کی کتاب ہے۔ اور یہ اپنے اندر حکمت کے وسیع علوم چھپائے ہوئے ہے۔ قرآن کریم کی ایک اہم اصطلاح الحکمہ جو کہ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر استعمال ہوئی ہے۔ سیاق و سباق کے اعتبار سے اس کے مختلف مفاہیم اور معانی ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں کچھ ایسی اصطلاحات بھی ہیں جن کے مفہوم اور معانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مختلف اصطلاحات حکمت کا ایک جزاور اس کے ایک وصف ہیں۔ یعنی وسیع مفہوم کے اعتبار سے اصطلاح الحکمہ کو تو کلی کی حیثیت حاصل ہے۔ اور کچھ خاص اصطلاحات قرآنی اس کے اجزاء ہیں۔

یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ کسی شخص کو اللہ تعالی کی طرف سے حکمت کلی عطاء کی جاتی ہے اور کسی کو حکمت جزئی عطا کی جاتی ہے۔ اور حکمت جزئی سے ہماری مراد ان خاص قرآنی اصطلاحات یا قرآنی اوصاف کا پایا جانا ہے۔

انہی اوصاف میں سے ایک وصف الحلم بھی ہے۔ اور یہ بھی معنی اور مفہوم اور وصف کے اعتبار سے حکمت کے قریب المعنی ہے۔ جس شخص کے اندر یہ صفت پائی جاتی ہے گویا اس کو حکمت کا ایک وصف عطا کیا جاتا ہے یعنی وہ حکمت کے ایک جزء کا مالک بن جاتا ہے۔ اور یہ ملکیت صرف اللہ تعالی کی عطا کردہ ہے۔ اس مقالہ میں اسی کی تفصیل دی گئی ہے کہ اصطلاح الحلم کے اندر حکمت کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔

لغوی معنی

لفظ حلم کا معنی تحمل، برداشت، صبر، استقلال اور عقل کے ہیں، امام فراہیدی لکھتے ہیں:

''الحِلْمُ هو الأَناة والعقل''[1] حلم بردباری، تحمل اور عقل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ابن فارس لکھتے ہیں:

''الحلم خلاف الطيش وترك الإعجال بالعقوبة يقال حلمت عنه:أحلم،فأنا حليم''[2]

1۔ الفراہیدی، ابو عبدالرحمن خلیل ابن احمد، کتاب العین (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 2002)، ۲۴۶/۳

al-Farāhīdī،al-Khalīl ibn Aḥmad ,Kitāb al-'Ayn.(Bayrūt, Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, Lubnān, 2002) 3:246

2۔ ابن زکریا، ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا، معجم مقاییس اللغۃ، تحقیق: عبد السلام ھارون، (بیروت، دار الفکر، ۱۳۹۴ھ)، ۲۴۸/۱

Aḥmad bin Fāris,Mu'jam Maqayyis al Lughah, (Beurit: Dar al Fikar,1394),1:248

حلم طیش (جلال، غصہ اور غضب) کی ضد ہے اور سزا اور بدلہ لینے میں جلدی کرنے سے اجتناب کرنا حلم ہے، کہا جاتا ہے ہے میں نے اس سے حلم کیا یعنی اس سے در گزر کیا، اس کی خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کیا اور سنجیدہ پن کا مظاہرہ کیا۔

اصطلاحی مفہوم

انسان کے اندر ایک ایسی حالت کا موجود ہونا کہ جو اسباب انسان کو برائی، غصہ، طیش، قساوت پر ابھاریں تو اس حالت میں اپنی نفس اور جسم پر کنٹرول کرنا اور ثابت قدم رہنا حلم کہلاتا ہے۔ قرآن کریم میں وارد لفظ'' احلام'' ''حلم''، کی جمع ہے۔ علامہ راغب اصفہانی اس کے معنی لکھتے ہیں:

جب انسان کا نفس غضب کے وقت جوش میں آئے اس وقت غصہ کو ضبط کرنے اور نفس کو کنٹرول میں رکھنے کو حلم کہتے ہیں اور اس کی جمع'' احلام'' ہے۔[3]

قرآن مجید میں ہے:

﴿أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ﴾[4]

یا ان کی عقلیں یہ حکم دے رہی ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ﴾[5]

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

3۔ الراغب الاصفہانی، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، مکتبۃ نزار المصطفی الباز مکۃ المکرمۃ، ۱/۲۵۳

Al Rāghib, Ḥusain bin Muḥammad, *Al Mufradāt fī Gharīb al Qur'ān*, (Makka: Maktabah Nazzār al Muṣṭafa), p: 374

4۔ الطور: ۳۲/۵۲

al-Qur'ān, 52:32

5۔ یوسف: ۴۴/۱۲

al-Qur'ān, 12:44

"الأحلام" جمع حلم ، والحلم بالضم ما يراه النائم ، تقول منه حلم بالفتح واحتلم ، وتقول : حلمت ، بكذا وحلمته"[6]

الاحلام'' حلم ''کی جمع ہے اور حلم اسے کہتے ہیں جس کو سونے والا دیکھتا ہے اسی سے حلم اور احتلم ہے اسی طرح حلمت بکذا وحلمتہ بھی ہے واس کی اصل انات ہے جبکہ اسی سے حلم ہے جو طیش کی ضد ہے نیند کے اندر دکھائی جانے والی بات کو حلم اس وجہ سے کہتے ہیں کہ نیند اطمینان اور سکون کی حالت ہوتی ہے۔

آپ حلم کے معنی کی مزید وضاحت لکھتے ہوئے کہتے ابوذؤیب کا قول نقل کرتے ہیں:

ان تذعميني كنت اجهل فيكم　　　　فاني شريت الحلم بعدك بالجهل

[7]

(اگر تو مجھے گمان کرتی ہے کہ میں تم سے ناواقف ہوں تو میں نے تیرے بعد جہالت کے بدلے حلم کو اختیار کیا۔)

حدیث مبارکہ میں ہے۔

(إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ، وَإِنَّمَا الْحِلْمُ بِالتَّحَلُّمِ، مَنْ يَتَحَرَّ الْخَيْرَ يُعْطَهُ، وَمَنْ يَتَّوَقَّ الشَّرَّ يُوقَهُ)[8]

6۔القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن (بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ)، ۳۳/۴

Al-Qurtubī, Muhammad Ibn Ahmad Ibn Abi Bakr, Abu Abdullah, Al-J āmi 'Lahkam Al-Qurān (Tafsir Al-Qurtubi), Research: Ahmad Al-Bardoni and Ibrahim Atfish,4:33

7۔ایضاً، ۳۳/۴

Ibid, 4:33

8۔الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ۱۷۶۳/۴، ۳۴۴۲،اس حدیث کو البانی نے اپنے سلسلہ الصحیحہ میں حسن قرار دیا ہے، (۶۷۰/۱)

Sulemanbin Aḥmad, Al Majmaul Kabeer, (Beirut:Muassissat al Risalah, 1984), 1:670, No.:1327

(حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہے فرمایا: علم سیکھنے سے آتا ہے اور حلم برداشت کرنے سے آتا ہے جو خیر کو تلاش کرتا ہے وہ اسے عطا کی جاتی ہے اور جو شر سے بچتا ہے اسے اس سے بچایا جاتا ہے۔)

امام رازی لکھتے ہیں:

"نقول جمع حلم وهو العقل وهما من باب واحد من حيث المعنى، لأن العقل يضبط المرء فيكون كالبعير المعقول لا يتحرك من مكانه، والحلم من الحلم وهو أيضا سبب وقار المرء وثباته"[9]

احلام" حلم" کی جمع ہے اور اس کا معنی عقل ہے ارض بھی انسان کو ضبط اور کنٹرول میں رکھتی ہے، لہٰذا عاقل اس بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا اور حلم بھی عقل کے آثار سے ہے اور حلم انسان کے وقار اور اس کے ثبات کے آثار سے ہے،

نیز عقل کا معنی منع کرنا ہے، اسی وجہ سے دیات کو عقول کہا جاتا ہے کیونکہ دیت انسان کو ایسی جارحیت کے ارتکاب سے روکتی ہے اور منع کرتی ہے جس کے ارتکاب کے بعد انسان کو بعد میں تاوان ادا کرنا پڑے اور اس میں ایک لطیف معنی ہے اور وہ یہ ہے کہ حلم اصل لغت میں اس خواب کو کہتے ہیں جو سونے والا دیکھتا ہے پھر اس کو انزل ہو جاتا ہے اور اس پر غسل لازم آتا ہے اور یہ بلوغ کا سبب ہے اور اسی وقت انسان مکلف ہوتا ہے اور گویا کہ اللہ تعالیٰ اپنی لطیف حکمت سے اس کی شہوت کو عقل کے ساتھ مقرون کر دیتا ہے اور جب اس کی شہوت کا ظہور ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عقل کو کامل کر دیتا ہے سو عقل کی طرف حلم سے اشارہ کیا، تاکہ معلوم ہو جائے کہ عقل کامل انسان کو برے کاموں سے ڈرانے والی ہے اور عقل ہی کی وجہ سے انسان مکلف ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ابراھیم علی السلام کو اس اکملیت کی بنیاد پر ﴿لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾[10] سے یاد کیا جاتا ہے۔

9۔ الرازی، محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، بیروت، دارالاحیاء التراث العربی، ۱۴۲۰ھ)، ۵/۲۹۹

Muḥammad bin ’umar, Maf ātyḥal ghyb, (Beirut:Dār’eḥyā al turath al ‘Arabi, 1420), 5:299

10۔ التوبہ: ۹/۱۱۴

al-Qur'ān, 9:114

قاضی ثناءاللہ لکھتے ہیں (الحلم بالكسر الاناءة والعقل فهو حليم)[11] کہ نرمی، بردباری، سوچ سمجھ کر اور تدبر و تفکر سے کام کرنا حلم کہلاتا ہے۔

ابن عاشور لکھتے ہیں (صفة في النفس وهي رجاحة العقل وثباتة ورصانة وتباعد عن العدوان)[12] کہ حلم انسان کی باطنی صفت کا نام ہے جو عقل کو جہالت سے بچاتی ہے اور عقل کو مضبوط کرتی ہے اور سرکشی سے بچاتی ہے۔

الحلم حکمت کے قریب المعنی قرآنی اصطلاح

قاضی ثناء اللہ لکھتے ہیں:

الْحِكْمَةَ فى القاموس وهى العدل والعلم والحلم والنبوة والقران والإنجيل[13]

الحکمۃ کا اطلاق عدل، علم، حلم، نبوت، قرآن کریم اور انجیل پر بھی ہوتا ہے

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حلم بھی حکمت کے قریب المعنی قرآنی اصطلاح ہے۔ عبدالحق حقانی لکھتے ہیں:

سفاہت کے مقابلہ میں اناءت اور حلم آتا ہے کہ جس کے معنی سوچ اور سمجھ کے ہیں۔[14]

ایک اور مقام پر آپ حلم کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ صبر نفسانی یہ ہے کہ نفس کو اس کی خواہشوں سے روکے۔ اگر خواہش شکم و آلہ تناسل کو روکے گا تو اس کو عفت کہیں گے اور اگر فضول چیزوں کی خواہش سے روکے گا تو اس کو زہد و قناعت کہیں گے۔ اگر غصہ کی حالت میں اپنے دشمن سے در گزر کرے گا اور نفس کو انتقام لینے سے روکے گا تو اس کو حلم کہیں گے۔[15]

11۔ پانی پتی، ثناءاللہ، تفسیر مظہری (کراچی، دارالاشاعت)، ۱۹۶/۱

Al Maẓharī, Sanaullah,Tafsīr Maẓharī,(Karachi: Dār alIshā'at),1:196

12۔ ابن عاشور، محمد الطاہر ابن محمد ابن محمد الطاہر، التحریر والتنویر، بیروت، موسوعۃ التراث العربیہ، 2000، ۴۶/۱۱

Ibn'Āshūr,Al Taḥrīr wal Tanwīr, (Beirut: Mo'assasah alTārīkh al'Arabī, 2000)11:46

13۔ المظہری، ثناءاللہ، تفسیر مظہری، کراچی، دارالاشاعت، (2006)، ۲۰۴/۳

Al Maẓharī, Sanaullah,Tafsīr Maẓharī,(Karachi: Dār alIshā'at),3:204

14۔ الحقانی، عبدالحق، تفسیر حقانی، انڈیا، منیجر کتب خانہ، ۱۹۴/۱

Haqqānī, Shaykh Abdul Haq Haqqānī,Tafsīr-e-Haqqāni(India, Manager Kutb Khana, 1990), 1:194

15۔ نفس مصدر، ۲۴۶/۱

Ibid, 1:246

صوفی عبدالحمید سواتی سورۃالنور کی آیت مبارکہ

﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ [16]

(اور جب تم میں سے بچے حدِ بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ (تمہارے پاس آنے کے لئے) اجازت لیا کریں جیسا کہ ان سے پہلے (دیگر بالغ افراد) اجازت لیتے رہتے ہیں، اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام خُوب واضح فرماتا ہے، اور اللہ خوب علم والا اور حکمت والا ہےo)

کی تفسیر میں حلم کو بردباری یعنی حکمت کے ہم معنی اور جہل کے مقابلے میں مستعمل لکھا ہے۔[17]، جیسا کہ قرآن مجید میں قوم شعیب کی جہالت کے مقابلے میں شعیب علیہ السلام کا حلم و بردباری آیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ﴾ [18]

(وہ بولے! اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان (معبودوں) کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں یا یہ کہ ہم جو کچھ اپنے اموال کے بارے میں چاہیں (نہ) کریں؟ بیشک تم ہی (ایک) بڑے تحمّل والے ہدایت یافتہ (رہ گئے) ہو)

امین اصلاحی کے نزدیک جہل کا لفظ علم کے مقابل میں بھی آتا ہے اور حلم (دانش) کے مقابل میں بھی[19]،اسی طرح آپ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ جہالت عام طور پر علم کے بجائے حلم کے ضد کے طور پر استعمال

16۔النور:۵۹/۲۴

Surah Al-Noor, 24:59

17۔سواتی، صوفی عبدالحمید، معالم العرفان فی دروس القرآن،(گجرانوالہ، مکتبہ دروس القرآن ۱۴۲۸ھ)،۹۷/۳

Swātī, Sufi Abdul Hameed Khan, Mālim -ul- Irfan fī Duroos -il- Quran,(G ujranwala, Maktba Duroos Ul Qurān, 1428)3:97

18۔ھود:۸۷/۱۱

al-Qur'ān, 11:87

19۔اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن،(لاہور فاران فاؤنڈیشن،)۱۴۵/۱

Islāhī,Amin Ahsan Islāhī, Tadabbur-e-Quran,(Lahore, Faraan Foundation, 2009), 1:145

ہوتا ہے۔[20] مفتی محمد شفیع بھی لکھتے ہیں کہ حلم جہالت کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حلم حکمت کے قریب المعنی قرآنی اصطلاح ہے، آپ مزید لکھتے ہیں:

لفظ حکمت قرآن کریم میں متعدد معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ علم، عقل، حلم و بردباری، نبوت، اصابت رائے۔[21]

اسی وجہ سے حلم ابراھیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ﴾[22]

امین احسن اصلاحی ایک مقام پر سکینہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سکینت، سے مراد یہاں صبر، حلم، رزانت اور حکمت وتدبر ہے۔ اجتماعی زندگی میں ایسے مراحل بہت پیش آتے ہیں جب کسی جماعت کے حلم وتدبر کا نہایت سخت امتحان ہوتا ہے۔ ایسے مواقع پر اگر جماعت حریف کے رویہ سے مشتعلہ وکر کوئی عاجلانہ قدم اٹھا دے تو اس سے اصل مقصد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ ایسے امتحانات سے کوئی جماعت اور اس کے لیڈر حسن وخوبی سے عہدہ برآ ہوتے ہیں اور یہ توفیق ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو ہر حال میں اپنے رب سے وابستہ رہتے ہیں۔[23]

سورۃالصافات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾[24]

20۔ ایضاً، ۷۶/۲

Ibid, 2:76

21۔ مفتی شفیع، معارف القرآن (کراچی، مکتبہ معارف القرآن)، ۱۲۱/۳

Mufti Muhammad Shafi, Mārif -ul- Quran, (Karachi, Maktba Maarif ul Quran,2008), 3:121

22۔ ھود: ۷۵/۱۱

al-Qur'ān, 11:75

23۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، ۲۲۱/۶

Islāhī,Amin Ahsan Islāhī, Tadabbur-e-Quran, 6:221

24۔ الصافات: ۱۰۱/۳۷

اس آیت میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے تین بشارتیں ہیں ایک یہ کہ ان کے ہاں بیٹا ہوگا یعنی مذکر ہوگا' دوسری یہ کہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچے گا کیونکہ بچہ کو حلم اور بردباری سے متصف نہیں کیا جاتا اور تیسری بشارت یہ ہے کہ وہ حلیم اور بردبار ہوگا۔

اور اس بیٹے میں اس سے بڑھ کر اور کونسا حلم ہوگا کہ جب انہوں نے اس بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں' اب تم سوچ کر بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ اس بیٹے نے کہا اے ابا جان! آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے' آپ انشاءاللہ! مجھے عنقریب صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے

قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۔ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ [25]

بیٹے نے کہا: ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے اسے کر گزریں۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ ضرور مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو حلیم اور بردبار بیٹے کی اس لیے بشارت دی کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) خود بھی حلیم تھے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ[26]

بیشک ابراہیم بہت سوز و گداز والے حلیم تھے۔

جب کہ سورۃ ھود میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ[27]

25۔ الصافات: ۱۰۲/۳۷ — al-Qur'ān, 37:101

al-Qur'ān, 37:102

26۔ التوبہ: ۱۱۴/۹ — al-Qur'ān, 9:114

27۔ ھود: ۷۵/۱۱ — al-Qur'ān, 11:75

بیشک ابراہیم ضرور حلیم تھے' بہت سوز و گداز والے' اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

مفسرین کے مطابق یہاں بھی حلیم سے مراد ایسا شخص ہے جو اپنے کام سکون اور اطمینان سے کرے' جلدی نہ کرے۔اور جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو اضطراب اور گھبراہٹ کا اظہار نہ کرے اور گر کوئی کام اس کے مزاج اور مرضی کے خلاف ہو جائے تو غصہ اور غضب میں نہ آئے۔

یعنی حضرت ابراھیم علیہ السلام کے پاس حکمت کا علم بطور حلم تھا کہ معاملے کو سمجھ گئے کہ خواب میں واقعتاً حکم الٰہی ہے اور جھوٹا خواب نہیں ہے۔اسی طرح جب آپ علیہ السلام نے اس خواب کو اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سامنے بیان کیا تو چونکہ آپ عطاء الٰہی سے صفت حلم سے متصف تھے جو کہ حکمت کی ایک جُز ہے تو آپ علیہ السلام خواب کی حقیقت اور معاملے کی نزاکت اور اس کی حکمت کو سمجھ گئے۔اسی لیے سر تسلیم خم کر دیا۔اس سے واضح ہوا کہ صفت حِلَم صفت حکمت کی ہی پَرتَو اور اس کی ایک جُز ہے۔[28]۔اور جس کو حلم کی صفت عطا کی جاتی ہے اس کو مسائل کا سامنا کرنے اور مسائل کو باریک بینی سے سمجھنے اور حل کرنے کے طریقے عطا کر دیئے جاتے ہیں۔لہذا قرآن کریم کی صفت حلم صفت حکمت کی قریب المعنی اصطلاحات میں سے ایک ہے۔

جن چیزوں کی اصلاح اہل طریقت کے نزدیک زیادہ تر ملحوظ ہے وہ تین قوت ہیں۔ایک شہوت' دوسری غضب' تیسری ہواء۔ قوت شہوت کو نفس بہیمی یا بہمیت کہتے ہیں اور اس کی کمی زیادتی جسم کی کمی زیادتی سے ہوتی ہے اور غضب کو نفس سبعی اور سبعیت بھی کہتے ہیں یعنی درندہ پن اور ہوا کو نفس شیطانی اور شیطانیت بھی کہتے ہیں۔ لیکن سب میں زیادہ تیز ہوا ہے کہ جو جسم کے پژمردہ ہونے سے بھی کم نہیں ہوتی۔اس کے بعد غضب ہے پھر شہوت۔آپ یہ بھی جان چکے ہیں کہ جب یہ تینوں صلاحیت پر آتی ہیں تو عفت اور حلم وغیرہ صفات حمیدہ

28۔علامہ مالک کاندھلوی نے اپنی تفسیر میں حلم اور حکمت کو قریب المعنی کے طور پر ذکر کیا ہے۔(ملاحظہ ہو: کاندھلوی، مالک، معارف القرآن، ج۴، ص۳٦٦، تحت آیت سورۃ النحل ٦٦)

پیدا ہوتی ہیں کہ جن کو عدالت کہتے ہیں کہ جس کے سبب حضرت انسان ملائکہ سے فوقیت لے گئے اور خلیفہ بنائے گئے۔ مگر اسی طرح جب یہ قویٰ خراب ہوتے ہیں تو انسان کو درندہ' گدھا' شیطان بنادیتے ہیں۔[29]

خلاصہ

قرآن کریم کی صفت الحلم (ایسی صلاحیت جو صبر و طمانیت پیدا کرے اور جس سے عجز وانکساری اور نرمی حاصل ہو جو جہالت ختم کر کے علم کامل کی طرف رہنمائی کرتی ہے)۔اس مقالہ میں قرآن کریم کی صفت الحلم کے معانی و مفاہیم ذکر کر کے مفسرین کی آراء کی روشنی میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ صفت الحلم حکمت کے اوصاف میں سے ایک ہے۔اور قرآن کریم کی روشنی میں یہ کہنا مناسب اور اقرب الی الصواب ہو گا کہ جس شخص کے اندر صفت حلم پیدا ہو جائے گویا اس کو حکمت کے اوصاف میں سے ایک وصف عطا کر دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی صفت حکمت کی حیثیت کلی کی ہے اور اس کے اندر بہت سارے قرآنی اوصاف آتے ہیں۔ جن میں سے ایک وصف الحلم بھی ہے۔ وصف حکمت کلی طور پر اگرچہ انبیاء کرام علیہ السلام اور دیگر منشاء خداوندی کے ساتھ خاص ہے کہ وہ جس کو چاہے عطا کرے۔ مگر حکمت کے اندر قرآن کریم میں موجود جمیع اوصاف حمیدہ شامل ہیں جن میں سے ایک صفت الحلم بھی ہے۔ یعنی یہ صفت حکمت کے قریب المعنی، حکمت کے ارکان میں سے ایک رکن اور اس کے اوصاف میں سے ایک وصف ہے اور اسی کا پَرتو ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

29۔الحقانی، تفسیر حقانی،۱/۷

Haqqānī, Shaykh Abdul Haq Haqqānī,Tafseer-e-Haqqānī, 1:7